غلام مرتضیٰ شاکر ترک

مسجد اور معاشرہ

مسجد کو ہمارے دیہی معاشرے میں اہم ترین مقام حاصل ہے اور یہ تمام معاشرتی اداروں میں سے ممتاز ترین ادارہ ہے۔ فنِ تعمیر کو ہی لیجئے، ہماری مساجد گاؤں بھر کی ناک ہوتی ہیں اور وہاں ان کو وہی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو لاہور میں "یادگارِ پاکستان" یا "الفلاح" یا "واپڈا ہاؤس" کو ہے۔ مساجد کے حسن اور عظمت کے اس پہلو کے بارے میں پنجاب کا دورہ کرنے والے ایک انگریز افسر سر میلکم ڈارلنگ نے تیس چالیس سال پیشتر کہا تھا کہ:

"ہاں اگر ان دیہات میں نمایاں طور پر درختوں سے اوپر نکلتی ہوئی کوئی شے دکھائی دیتی ہے تو وہ مسجدوں کے مینار ہیں۔"

گویا تعمیری لحاظ سے بھی یہ مساجد ہمارے دیہی مکانات سے ممتاز ہیں۔

مسجد میں جب نمازی پانچ وقت اکٹھے ہوتے ہیں تو علیک سلیک کے بعد ایک دوسرے کی خیر خیریت پوچھتے ہیں اور بات حالاتِ حاضرہ تک جا پہنچتی ہے۔ یعنی مسجد لوگوں کے درمیان میل ملاپ اور تعلقات بنانے بڑھانے اور قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے جسے قومی یک جہتی میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ بیماروں کی عیادت کے اجتماعی پروگرام بھی یہیں سے بنتے ہیں اور متفرق تعزیبات یہیں سے پھیلتی ہیں۔

ہر مسجد کے ساتھ وضو کرنے کا بھی انتظام ہوتا ہے اور غسل خانے، سقاوے اور طہارت خانے بھی بنے ہوتے ہیں۔ ان کو مستقل نمازی اور غیر نمازی سبھی استعمال کرتے ہیں۔ گویا مسجد گاؤں والوں کی باطنی اور روحانی صفائی کے علاوہ جسمانی صفائی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اب تو تمام مساجد میں گھڑیاں اور کلاک لگ گئے ہیں، جن کو گاؤں کے گھنٹہ گھر کی سی حیثیت

حاصل ہو گئی ہے۔ کھیتوں میں پانی لگانے کے لیے اگر وقت کا تعین کرنا ہو تو اکثر مسجد کی گھڑی کو ہی معیاری گنا جاتا ہے اور وقت کے گھنٹے یہیں سے بجتے ہیں لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو تو وقت کے بارے میں مجلہ تنازعات کے سلسلے میں مسجد کی گھڑی کو حرفِ آخر کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

لاؤڈ سپیکر اگرچہ ابھی دیہی مساجد میں عام نہیں ہوئے، لیکن تیزی سے نصب کیے جا رہے ہیں۔ یہی لاؤڈ سپیکر سے نشر شدہ اذانیں اور دیگر اعلانات گاؤں کا مقامی ریڈیو پروگرام ہیں، جن لوگوں کے پاس اپنی گھڑیاں نہیں وہ اذانوں کی صدا سے ہی وقت کا تعین کر لیتے ہیں کیونکہ یہ دور دراز کھیتوں میں بھی آسانی سے سنی جا سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں ہنگامی خبریں یعنی موت، گمشدگی اور جلسوں وغیرہ کی اطلاعات یہیں سے نشر ہوا کرتی ہیں۔

گاؤں کے چھوٹے موٹے تنازعات کو نپٹانے کے لیے گاؤں کی مسجد کو ایک غیر رسمی مگر نہایت متبرک عدالت کا مقام حاصل ہے۔ متنازعہ فیہ امور میں مشکوک افراد سے گواہی اور برأت کے حلف مسجد میں ہی لیے جاتے ہیں۔ اسی طرح حد براری، حق تلفی اور مار پیٹ کے جھگڑے بھی مسجد میں نپٹائے جاتے ہیں، بلکہ اگر مقامی رہنما یعنی بی ڈی ممبر اور نمبردار خدا ترس ہوں اور دین سے دلچسپی رکھتے ہوں تو مسجد ایک ایسا محور بن جاتی ہے جو گاؤں کی معیشت معاشرت اور سیاست تمام امور کا مرکز ہو۔

بہت سی مسجدوں سے ملحقہ اسلامی مدرسے بھی ہوتے ہیں جہاں اسلامی تعلیمات کے علاوہ مفلس اور دور دراز سے آنے والے طلبہ کو کھانا اور کپڑے وغیرہ بھی مفت فراہم کیے جاتے ہیں۔ سابق ریاست بہاولپور میں تو ان مدارس کی وجہ سے محکمۂ تعلیم کی بہت سی مشکلات ختم ہو گئی تھیں، لیکن افسوس ہے کہ مغربی پاکستان کے دوسرے علاقوں میں ایسے مدارس ایک تو بہت کم تعداد میں ہیں، دوسرے ان میں اردو، حساب کتاب جیسے اہم مضمون پڑھائے ہی نہیں جاتے، حالانکہ مشرقی پاکستان میں اکیس فی صد خواندگی فقط انہی مدارس کی مرہونِ منت ہے۔

اس قسم کے مدارس اور بڑی بڑی مسجدوں میں سالانہ یا ششماہی جلسے منعقد ہوتے رہتے ہیں جو تبلیغی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ یہ انہی جلسوں کا نتیجہ ہے کہ آج بھی ہمارے ہاں اسلام

کے چند ایسے نام لیوا موجود ہیں جو ابھی تک مغربی تعلیم اور تہذیب کے تباہ کن اثرات سے مامون اور محفوظ ہیں۔ ان جلسوں میں مشہور واعظ، مبلغ، ذاکر، قوال اور نعت خواں مدعو کیے جاتے ہیں اور گاؤں میں ہفتہ بھر کے لیے خاصی گہما گہمی پیدا ہو جاتی ہے اور دیہاتی اپنی عزت گزیدہ زندگی سے نکل آتے ہیں۔ ان جلسوں نے دیہاتیوں کو تھوڑی بہت سیاسیات کی تعلیم بھی دی ہے قیامِ پاکستان کی تحریک میں بھی ان سے بڑی مدد ملی تھی۔

بعض دیہات میں مساجد بزرگانِ دین کے مزارات سے ملحق ہوتی ہیں جہاں اکثر زائرین آتے رہتے ہیں۔ ایسی مساجد کی صفائی اور مرمت کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان خانقاہوں کے عرس بھی اسلامی مدارس کے سالانہ جلسوں کی طرح گاؤں کی زندگی میں گہما گہمی پیدا کر دیتے ہیں۔ دکانیں سجتی ہیں، کھیلیں ہوتی ہیں اور کئی تفریحی پوائنٹ آتے ہیں۔ ایسے عرسوں میں شمولیت کے لیے لوگ دور دراز کا سفر کر کے آتے ہیں۔

تہواروں کے موقع پر بھی مساجد کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ مثلاً عید کے روز عید گاہ جانے کے لیے لوگ پہلے یہیں اکٹھے ہوتے ہیں اور پھر کارواں کی صورت میں روانہ ہوتے ہیں بعض دیہات میں جہاں علیحدہ عید گاہیں نہیں ہوتیں مسجد یا کسی ملحقہ کھلے میدان پر دو رکعت نماز پڑھ لی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں شب برات، جمعۃ الوداع اور عید میلاد النبی کے باسعادت موقعوں پر مساجد میں چراغاں کیا جاتا ہے۔ نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور بعض دفعہ جلسے بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ منگنی، نکاح، شادی، پیدائش، سوئم، چہلم اور ختنہ وغیرہ کی رسموں کے موقعوں پر متعلقہ گھرانے مسجدوں میں چاول یا مٹھائی بھی تقسیم کرتے ہیں اور صدقہ، خیرات، عقیقہ وغیرہ کی دیگیں بھی مساجد کے دروازوں پر پکائی جاتی ہیں۔

۱۹۶۵ء میں، جب کہ ایک مکار دشمن نے اس پاک سرزمین پر حملہ کیا تھا تو مساجد نے معاشرہ کی کئی اہم خدمات سرانجام دی تھیں۔ یہاں لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے دیہاتیوں کو شہری دفاع کی اہمیت اور اصول سمجھائے گئے۔ خصوصاً جب کہ بھارتی طیاروں نے اندھا دھند نہتے عوام پر بمباری شروع کر دی تھی اور سادہ لوح دیہاتی اسے بھی کوئی تماشا سمجھ کر مکانوں کی چھتوں اور کھلے میدانوں میں نکل آتے تھے۔ پناہ لینے کی خندقیں کھودنے کی ابتدائی تربیت عموماً

مساجد سے ہی کی گئی تھی۔ قومی دفاعی فنڈ کے لیے چندوں کی اپیل کی تشہیر بھی مساجد ہی کی معرفت کی گئی۔ متاثرہ علاقوں سے آنے والے لٹے پٹے لوگوں کے لیے روپے پیسے، برتنوں، کپڑوں اور اناج کی فراہمی بھی اس معاشرتی ادارے کی مدد سے کی گئی۔ اس کے علاوہ بھارتی چھاتہ برداروں کو پکڑنے کے لیے پہرہ کمیٹیوں کی تشکیل بھی مسجدوں میں ہی کی گئی۔ افواہوں کی روک تھام اور سچی خبروں کی تشہیر کا کام بھی نمازیوں کے اجتماعات اور مساجد کے لاؤڈ سپیکروں نے سرانجام دیا تھا بلکہ ان دنوں جب کہ سرکاری ملازم دوسری اہم مصروفیات میں ہمہ تن مصروف تھے، مقامی نظم ونسق اور سپلائی لائن کو بھی یونین کونسلوں اور وارڈ کمیٹیوں کی بجائے مساجد ہی کی معرفت بحال رکھا گیا۔

معاشرتی بہبود اور قومی ترقی و یک جہتی کے دوسرے کاموں میں بھی مسجد سے بڑی مدد لی جا سکتی ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد صرف عبادت خانہ یا سجدہ گاہ تک محدود نہیں تھی، تو پھر اب کیوں یہ بدعت قبول کی جائے۔ اب بھی صحت وصفائی، تعلیم وتربیت اور بدعات کے خاتمے کے ضمن میں مسجد فعال ادارے کا کردار ادا کر سکتی ہے۔ کسان غیر رسمی طور پر تو اب بھی زرعی مشورے مسجدوں میں ہی لیتے ہیں اور مسجد اب بھی ہماری معاشرت، معیشت اور سیاست کا محور ہے۔

اندازہ ہے کہ صوبہ مغربی پاکستان میں اس وقت ساٹھ ہزار کے لگ بھگ جامع مساجد ہیں جن میں سے ۲۱۸ مساجد تو محکمۂ اوقاف کے زیرِ تحویل ہیں۔ باقی تمام مساجد کا انتظام علماء اور عوام مل کر کرتے ہیں۔ علماء کے سیمنار میں یہ مضمون پڑھنے کی ضرورت اس لیے بھی پیش آئی ہے کہ علمائے کرام، جو مساجد کے ناظم بھی ہیں مساجد کی افادیت کے ان پہلوؤں پر بھی غور فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ

(محکمہ اوقاف کے تحت لاہور میں منعقد ہونے والے علماء سیمینار کے ۱۰ راگست کے اجلاس میں پڑھا گیا۔)